مولانا عبدالقیوم حقانی

تہذیب مغرب اور لادین جمہوریت کے دو شاہکار

انسان کی ہار اور کتے کی جیت، امریکی قصبے کا میئر کتا، اور دو آدمیوں کی آپس میں شادی

پاکستان میں سی این این نشریات کا سلسلہ بھی کہیں امریکی اہداف کی تکمیل کا حصہ تو نہیں؟

بات نہ ضد اور غصے کی ہے، نہ بے جا اصرار اور نہ ہی دلائل کی کھینچا تانی کی ——— مسئلہ سیدھا اور سادہ ہے کہ سب "انسان" ابن آدم ہونے کی حیثیت سے مساوی حیثیت کے حامل ہیں، سبھی کا احترام، انسانی حقوق اور عزت و رزق کے مواقع سب کے لیے یکساں فراہم ہونے چاہئیں اور تمام انسانوں کو ایک دوسرے سے ہمدردی، خیرخواہی، محتاجی اور پریشانی میں باہمی تعاون و ایثار کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

اسلام اس حد تک فراخدلی ہی سے ان امور کا مؤید ہی نہیں بلکہ وہ اس تصور کا علمبردار اور پاسبان بھی ہے، اور یہ دینِ حق اپنے ماننے والوں کو انتہائی اہمیت کے ساتھ ان "انسانی حقوق" کے احترام کی تلقین ہی نہیں کرتا ——— بلکہ حکم دیتا ہے اور اس حکم کی تعمیل پر ہی وہ "مجرم" اور "محسن" کے مابین لکیر کھینچتا اور مرتبے اور حیثیت کا تعین کرتا ہے ——— جبکہ اس کے برعکس بہت سے مذاہب محض خاندان، نسب و نسل، رنگ و علاقے کی بنا پر انسانوں کے مابین ایسی اونچ نیچ کے علمبردار ہیں جو ایک انسان کو ہمیشہ کے لیے ذلیل، نجس، پلید اور دوسرے کو پوتر (پاک و نیک) اور بغیر کسی عمل کے بعض نسل و نسب کی بنا پر آقا، حکمران اور پرستش کا مستحق قرار دیتے ہیں۔

لیکن اس "مساوات" کو عقل و دانش، تجربے اور مشاہدے ہر پہلو سے غلط اور انسانی شرافت کے منافی قرار دیا ہے کہ:۔

(الف) ہر انسان کو ہر عمل، ہر کام، ہر منصب اور ہر ذمہ داری کا "اہل" قرار دیا جائے۔ اسلام اور عقل دونوں کا فیصلہ ہے کہ انسانی جسم کے امراض کے علاج کا استحقاق طبیب اور ڈاکٹر کو دیا جائے گا اور غیر طبیب اور غیر ڈاکٹر کو "اس خدمت" اور "کاروبار" کے لیے نااہل قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح معلم و معمار، اکاؤنٹنٹ، ملازمت نجی ہو یا سرکاری، ہر شعبے میں ملازمت کا دروازہ اسی شخص کے لیے کھلا ہوگا جس نے تعلیم و تربیت کے ذریعے مطلوب دفتری کام کاج کی اہلیت حاصل کی ہوگی جس کے لیے اس کی تقرری کی جا رہی ہے۔

(ب) خصوصی امور و معاملات میں مشورے اور رائے دینے کے لیے بھی یہی ضابطہ کارفرما ہوگا، ٹھنوں ناطوں میں لائے دہی ان ہی افراد کی قابلِ اعتماد ہوگی جو اس نوع کے معاملات و مسائل پر سوچنے کی صلاحیت اور تجربے کی روایات اور شہادت کے حامل ہوں۔

علمی مباحث میں رائے کا حق اصحابِ علم کو حاصل ہوگا جو علم کے اُس شعبہ کے عالم ہوں جو زیرِ بحث ہے۔ اسی طرح فیصلہ انہی کا قابلِ اعتماد ہوگا جو مردم شناسی، اپنے ملکی اور ملی مسائل، موجودہ اور گذشتہ ادوار کے سیاسی اصحاب مناصب کی تاریخ اور اس میدان کے نشیب و فراز سے آگاہ ہوں۔

اور ــــ یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں، اگر عدالت کے جج کی تقرری مطلوب معیار قانونی تعلیم کے حصول پر مبنی ہے اور وکیل امورِ عدالت اور قانونی استغاثہ و شہادت کے بارے میں مدعی یا مدعا علیہ اور گروہ کی نمائندگی اس شرط سے مشروط ہے کہ وکیل نے "قانون" کی ڈگری حاصل کی ہو ــــ تو کوئی وجہ نہیں کہ جو لوگ پورے ملک، ملک کے خارجہ پالیسی اور داخلی پالیسیوں اور عوام کے حقوق و مسائل کے مالک و مختار بننے والے ہوں نہ تو ان کے بارے میں اہلیت کا کوئی معیار مقرر ہوا اور نہ ہی انہیں منتخب کرنے والوں کے لیے کوئی شرط رکھی جائے کہ وہ کس صلاحیت کی بناء پر ملکی قیادت نامزد کرنے کی اتھارٹی قرار پائیں گے۔

یہ قطعی اصول، جیسا کہ ضمناً عرض کیا گیا، افراد اور اداروں دونوں میں تو تمام فیصلوں کی بنیاد ہے اور اس کی خلاف ورزی کو جہالت اور غیر انسانی عمل قرار دیا جانا دنیا بھر میں معمول ہے ــــ مگر جب سیاست کا موضوع سامنے آتا ہے تو اس بات کو تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کیا جاتا ہے بلکہ اسے "غیر ترقی یافتہ"، مبنی بر جہالت" اور ناقابلِ تسلیم قرار دے کر اس نظریہ ہی کو توہین و تذلیل کا ہدف بنایا جاتا ہے کہ سیاستدان کا کوئی علمی، عملی، تجرباتی، ذہنی یا کوئی اخلاقی و ایمانی معیار مقرر کیا جائے ــــ اور اسی طرح "روشن ضمیری" کے اجارہ دار اسے سننا بھی گوارا نہیں کرتے کہ سیاسی قیادت اور ملک و ملت ہی نہیں، دین و شریعت کے لیے قائدین کا انتخاب کرنے والے ووٹروں کے لیے بھی ایمان و اخلاق اور علم و تجربہ کی بناء پر معیار متعین کیا جائے۔

اللہ مالک الملک کی کتاب برحق اور ہادیٔ ہر دو عالم سید الکونین خاتم النبیین فداہ ابائنا و اُمہاتنا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس عنوان پر ہماری کیا راہنمائی فرماتے ہیں؟ اور انہوں نے قائد بننے اور قائد چننے کے بارے میں کون سے قوانین وضع فرمائے؟ اس تفصیل کو تو ہم اس عنوان کے تحت ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے ــــ لیکن چونکہ تہذیبِ مغرب، امریکی تمدن اور فحاشی کی علمبردار مغربی جمہوریت کا شور و غل اتنے زور سے ماحول پر طاری کیا جا رہا ہے کہ "اسلام" ایک ضمنی سا عنوان دکھائی اور سنائی دینے لگا ہے ــــ اس لیے ہم ایک "تازہ ترین انکشاف" پرستارانِ مغرب و شیطان جمہوریت تک پہنچا کر انہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ جس جمہوریت کو دین و ایمان، اخلاق و کردار اور علم و نبوت سبھی پر

فائق تسلیم کرانے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہیں اور وہ دنیا و آخرت دونوں میں یقینی طور پر پیش آنے والی ہلاکتوں کے حوالے کرنے کو "سیاسی کارنامہ" قرار دے رہے ہیں، اس انکشاف کی روشنی میں اپنے مؤقف پر نظر ثانی کریں، اور اگر اللہ مصرف القلوب نے انہیں اپنی ذات کے صدقے اپنے واحد دینِ حق کی جانب رجوع کی توفیق عطا فرمائی تو یہ اُن کی خوش بختی ہوگی۔

"انکشاف" پر مشتمل خبر کا متن یہ ہے:۔ **امریکی ریاست جہاں کا میئر ایک کتا ہے۔**

"سونول (رٹنگ فارن ڈیسک) امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا کے ایک قصبہ سونول کا میئر ایک کتا ہے جس کا نام "باس" ہے جو گذشتہ تین سال سے میئر چلا آرہا ہے، یہ قصبہ سان فرانسسکو کے مشرق میں واقع ہے۔ "خلیج ٹائمز" کی رپورٹ کے مطابق مغربی ملکوں کی ایک روایت چلی آتی ہے کہ کسی ممتاز شہری کو شیرف یا میئر منتخب کیا جاتا ہے، چنانچہ اس کتے کو جس کا نام "باس" ہے شہری نمبر وَن قرار دیا گیا، اور یہ میئر جب سرِ عام بول و براز شروع کر دیتا ہے تو لوگ اپنا منہ دوسری طرف کر لیتے ہیں۔ سونول میں گذشتہ دنوں بلدیاتی انتخابات میں اس کتے کو ۲۰ امیں سے ۷۵ ووٹ ملے تھے، چنانچہ اسے اعزازی میئر کا درجہ دیا گیا ہے۔ انتخابات میں اس (کتے) کے حریفوں میں ایک بار کا مالک بھی تھا اور دوسرا زرعی سامان فروخت کرتا ہے۔ مقامی اخبار "سونولیاں" کی نمائندہ نے خیال ظاہر کیا ہے کہ آئندہ بھی جب انتخابات ہوں گے تو اس کتے کی کامیابی کے امکانات ہیں۔"

دوسرے "انکشاف" پر مشتمل خبر کا متن یہ ہے:۔ **مرد کی مرد سے شادی**

"امریکہ میں دو نوجوان قانونی طور پر ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خبر امریکی اخبار "یو ایس اے ٹوڈے" میں ۲۷ نومبر ۱۹۹۰ء کو شائع ہوئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق ۲۷ سالہ کریگ ڈین اور ۲۳ سالہ پیٹرک گل نے ڈسٹرکٹ کولمبیا کی عدالت میں شادی کا لائسنس حاصل کرنے کیلئے ایک درخواست داخل کی ہے، ایک ہفتہ قبل واشنگٹن شہر کے حکام نے انہیں شادی کا لائسنس دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ڈین نے، جو وکیل ہے، کہا کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ہم وہی حقوق اور تحفظ چاہتے ہیں جو ایک شادی شدہ جوڑے کو حاصل ہوتے ہیں۔ ڈین اور گل نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ واشنگٹن شہر کے حکام کا لائسنس دینے سے انکار نہ صرف اُن کے ساتھ امتیازی سلوک ہے

بلکہ اس سے انسانی حقوق کے قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے کیونکہ انسانی حقوق کا قانون جنسی بنیاد پر امتیازی سلوک کی اجازت نہیں دیتا۔ دونوں کا مؤقف یہ ہے کہ شہری قانون ایک سے زیادہ شوہر رکھنے والوں اور بعض دوسرے افراد کو شادیوں سے روکتا ہے لیکن اس قانون میں ہم جنسی کا ذکر نہیں ہے، انہوں نے شادی کا لائسنس جاری نہ کرنے پر واشنگٹن شہر کے حکام کے خلاف ۱۰ لاکھ ۲۵ ہزار ملین ڈالر کے ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے۔

ڈین گل دو سال تک ایک ساتھ رہے اور اب وہ ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں ڈین نے کہا کہ ہم شادی کے قانونی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں جس میں ٹیکس کے مشترکہ گوشوارے داخل کرنے کا حق اور انشورنس کے فوائد شامل ہیں۔ واضح رہے کہ کسی بھی امریکی ریاست میں مرد سے مرد کی شادی کی اجازت نہیں ہے"

اگر درعبرت وا ہو جائے تو بالغ رائے دہی کے ذریعہ کثرت رائے سے ہونے والے انتخابات کو واحد صحیح اور مستحق احترام و تسلیم ذریعۂ تشکیل حکومت قرار دینے والے گروہ اور افراد اس "جمہوریت" کے اس فطری انجام کو بھی زیر نگاہ رکھیں ـــــ جو اقوام اس "جمہوریت" کی موجد ہیں جس طرح وہ اس "نتیجے" کو تسلیم کر رہی ہیں اور ان کے مبصرین سیاست ۲۰ برس سے اس کتے کو میئر بلدیہ تسلیم کرنے کے بعد مستقبل کے بارے میں بھی یہ پیش گوئی کر رہے ہیں کہ "آئندہ بھی جب انتخابات ہوں گے تو اس کتے کی کامیابی کے امکانات ہیں" ـــــ اگر مغربی تہذیب اور امریکی اشاعتی پروگرام CNN کو انسانیت کی تعمیر و تشکیل اور کامیابی کا ذریعہ بنایا گیا تو وہ دن دور نہیں جب مردوں سے مردوں کی شادیاں ہونے لگیں گی۔

سچ فرمایا رب کائنات جل و اعلیٰ نے نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ "انسانوں نے اپنے مالک و حاکم حقیقی کو بھلا دیا اور اس کے نازل فرمودہ نظام زندگی کو پاؤں تلے روند کر اپنے جیسے انسانوں کے وضع کردہ نظام کو قبول کر لیا تو اللہ ذوالجلال نے انہیں یہ سزا دی کہ اپنے انسانی شرف ہی سے خالی الذہن ہو گئے ـــــ

اور یوں انسان ووٹروں نے اپنے جیسے انسان کو ۱۲۰ میں سے ۵۰، اور کتے کو ۷۵ ووٹ دے کر انسانوں کو ہرا دیا اور کتے کو اپنا "میئر" (حاکم) چن لیا ـــــ اور بالغ رائے دہی کے تحت اکثریت کے فیصلے کو برحق تسلیم کرنے کا "جمہوری طریق انتخاب" اپنی اصلی صورت میں سامنے آجاتا ہے۔

پی ٹی وی بالخصوص سی این این کی نشریات امریکی معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں، یہ قوم و ملت کے خلاف ایسی خطرناک یلغار ہے کہ اگر اس یلغار کو روکنے کی کوشش نہ کی گئی تو ہماری بچی کھچی اسلامی ثقافت بھی ہم سے چھن جائے گی۔